حقیقتِ ایمان

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا فکر انگیز سلسلۂ تقاریر

بموقع محاضراتِ قرآنی' ۱۹۹۱ء

مرتب : مولانا ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور

(۱)

چند تمہیدی امور

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا' من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له' واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله

—— اما بعد :

﴿ فاى الفريقين احق بالامن ان كنتم تعلمون ○ الذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون ○﴾ {۱}

وقال تبارك وتعالى كما ورد فى اول سورة البقرة :

﴿ الم ○ ذلك الكتاب لاريب فيه' هدى للمتقين ○

{۱} سورۃ الانعام آیت نمبر ۸۱ ـ ۸۲ (ترجمہ : "دونوں فریقوں میں سے کون امن اور بے خوفی و اطمینان کا زیادہ مستحق ہے؟ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ حقیقت میں تو امن انہی کے لئے ہے اور راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔")

الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوه ومماهم رزقناهم ینفقون O والذین یومنون بماانزل الیک وما انزل من قبلک' وبالاخره هم یوقنون O اولئک علی هدی من ربهم واولئک هم المفلحون O ﴾{۲}

وقال جل وعلا کماورد فی وسط السوره :

﴿لیس البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخرو الملئکه و الکتاب والنبیین.....﴾{۳}

وقال تبارک وتعالی کماورد فی آخرالسوره :

﴿آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون' کل آمن باللہ وملائکته وکتبه ورسله' لانفرق احدا من رسله' وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر﴾{۴}

{۲} سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۔۵ (ترجمہ : "الف' لام' میم۔ یہ "الکتاب" ہے' اس میں کوئی شک نہیں' ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں")۔

{۳} سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۷۷ (ترجمہ : "نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف' بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ اور یوم آخر اور فرشتوں کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے"۔)

{۴} سورۃ البقرہ آیت نمبر۲۸۵ (ترجمہ : "رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ "ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عند رویہ الھلال :

((اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامہ والاسلام' ربی وربک اللہ)){۵}

مذکورہ بالا آیات قرآنی اور مسنون دعا کی تلاوت کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا : آج سے ہم اللہ کی نصرت و تائید کے بھروسے پر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام اس سال کے پانچ روزہ محاضرات قرآنی کا آغاز کر رہے ہیں جن کا مرکزی عنوان ہے :"حقیقت ایمان"۔

آج یہاں حاضر ہونے سے پہلے جب میں تمہیدی کلمات کے بارے میں سوچ رہا تھا تو سابقہ بیس پچیس سال پر محیط تاریخ کا نقشہ ایک فلم کی طرح پردۂ ذہن پر گھوم گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عرصے میں دین کی خدمت کا جو بھی موقع میرے لئے میسر فرمایا اور جس ذہنی 'فکری اور دعوتی تگ و دو کی توفیق میرے نصیب میں لکھی' خواہ یہ خدمت مرکزی انجمن خدام القرآن کے سٹیج سے ہوئی یا تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے' اس ساری محنت کے چار بنیادی موضوعات (Main themes) رہے ہیں :

۱۔ فرائض دینی کا جامع تصور

۲۔ اسلام کا نظام عدل اجتماعی اور اس کے نمایاں خدوخال

سے الگ نہیں کرتے' ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی' مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے"۔)

{۵} سنن الترمذی' کتاب الدعوات' باب ما یقول عند رویہ الھلال' حدیث ۳۴۵۱۔ المستدرک للحاکم ۲۸۵/۴۔ مسند احمد ۱۶۲/۱۔ سنن الدارمی ۴/۲۔ علامہ العصر جناب محمد ناصر الدین الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ملاحظہ ہو سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ۴۳۰/۴' حدیث نمبر ۱۸۱۶۔

(ترجمہ : "اے اللہ! اس ہلال کو امن و ایمان اور سلامتی اسلام کا موجب بنا کر ہمارے لئے طلوع فرما (اور اے چاند) میرا اور تمہارا رب اللہ ہے"۔)

۳ ۔ منہج انقلاب اسلامی
۴ ۔ حقیقت ایمان

۱ ۔ فرائض دینی کا جامع تصور :

ان میں سے اولین' اہم ترین اور ہر لحاظ سے بنیادی اور اساسی موضوع (Theme) "فرائض دینی کا جامع تصور" ہے۔ اس حوالے سے میں دیکھتا ہوں کہ آج کل اخبارات میں ہمارا کچھ مذاق بھی اڑایا جا رہا ہے' تاہم میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ ہماری پہچان بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق کی بدولت میں نے اپنی توانائیوں کا بیشتر حصہ مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب سے ماخوذ "فرائض دینی کے جامع تصور" کی وضاحت پر ہی صرف کیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ اسی جامع تصور کو ہی بنیاد بنا کر قرآن حکیم سے یہ منتخب نصاب مرتب کیا گیا ہے جس کے دروس کو ہماری اس تحریک کی اساس قرار دیا جا سکتا ہے ——— مسخ شدہ طبیعتوں کا معاملہ بالکل مختلف ہے' عام طور پر انسان کی فکر اور اس کے کردار کے مابین ایک لازمی تعلق ہوا کرتا ہے' چنانچہ نارمل حالات میں انسان کا عمل اس کی فکر اور سوچ کے تابع ہوتا ہے۔ اب اگر "فرائض" کے بارے میں ہمارا تصور صحیح ہو جائے یعنی اسلام کی آفاقی تعلیمات کے مطابق جامع اور ہمہ گیر ہو جائے تو یقیناً ہمارا عمل بھی درست' جامع اور ہمہ گیر ہو جائے گا۔ میں نے سب سے زیادہ محنت قرآن حکیم کے اسی منتخب نصاب کے بیان پر صرف کی ہے۔ بار بار ان مقامات کے درس دیئے ہیں' فرائض دینی کے اس جامع تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لئے چالیس چالیس روزہ قرآنی کیمپ منعقد کئے ہیں' اس کے علاوہ سات سات اور دس دس دن کی تربیت گاہیں بھی منعقد کی ہیں۔ اپنے ملک پاکستان سے نکل کر ٹورنٹو اور شکاگو میں جا کر بھی یہ ذمہ داری ادا کی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ جہاں جہاں میں جا سکا اس فکر کو پہنچایا ہے' بلکہ دنیا کے اکثر و بیشتر حصوں میں یہ فکر آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کے ذریعے پہنچ رہا ہے۔

تصور فرائض دینی کے سلسلے میں سب سے زیادہ تاکیدی عنصر "فریضہ اقامت دین"

کا ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جسے ہم بحیثیت امت فراموش کر چکے ہیں اور اسی کو سب سے زیادہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تصور دراصل ایک دینی تحریک کا ورثہ ہے جس کے ساتھ میری گہری وابستگی رہی ہے۔ اسی تحریک نے مجھے یہ تصور دیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ دینی تحریک خود موجودہ بے دین ملحد جمہوری سیاست کی دلدل میں پھنس چکی ہے اور نتیجتاً "فریضہ اقامت دین" کے اس بنیادی تصور ہی کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ فریضہ اقامت دین پر یقین رکھنے والے جو لوگ اس تحریک سے علیحدہ ہوئے انہوں نے کچھ وقت تو اس کوشش میں صرف کیا کہ پھر اس تصور کے تحت کوئی اجتماعی جدوجہد شروع کریں' لیکن جب پے درپے ناکامیاں ہوئیں تو بالآخر ان میں سے بعض نے یہ سمجھتے ہوئے کہ انگور کھٹے ہیں' یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ کام فرائض دین میں شامل ہی نہیں ہے' نتیجتاً اس امت کی ایک بڑی قیمتی متاع ضائع ہو گئی۔

اس صدی میں دین کا یہ تصور نہایت وضاحت کے ساتھ اور نکھر کر سامنے آیا کہ دین ایک مکمل نظام زندگی ہے اور یہ کہ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ یہ تصور اس امت کی بہت قیمتی متاع ہے۔ بعض اسباب کی بنا پر کچھ عرصے سے یہ تصور نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا' کچھ حضرات کی مساعی اور گراں قدر خدمات کے نتیجے میں دوبارہ اجاگر ہوا۔ لیکن اب میں پھر دیکھ رہا ہوں کہ وہ گم ہو رہا ہے' ابہام اور شکوک و شبہات کا شکار ہو رہا ہے' لہٰذا میں نے اپنا اولین فریضہ یہی سمجھا کہ اس کو پھر سے اجاگر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے میں نے اپنا یہ فرض ادا کیا ہے اور اس توفیق پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اسی تصور فرائض دینی کے تحت اب ایک اجتماعیت وجود میں آ چکی ہے۔

یہی نہیں' بلکہ ۱۹۸۵ء میں میں نے علماء کرام کو دعوت دے کر چھ دن متواتر اس موضوع پر ان کے خیالات سننے کا اہتمام کیا۔ ہوا یوں کہ میں نے قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطالعے سے جو کچھ سمجھا اسے تحریری شکل میں پیشگی طور پر اہل علم کی خدمت میں پیش کر دیا اور ان سے درخواست کی کہ فرائض دینی کا یہ خاکہ میرے سامنے ہے' اگر اس میں کوئی غلطی یا خامی ہے تو محاضرات قرآنی میں تشریف لا کر میرے رفقاء و احباب کے سامنے مجھے اس غلطی پر متنبہ فرمائیں۔ میری اس دعوت پر ہر طبقہ فکر سے تعلق

رکھنے والے پچیس علماء تشریف لائے جن میں دیوبندی بھی تھے۔ بریلوی بھی اور اہلحدیث بھی اور جماعت اسلامی کے بعض اکابر بھی۔ اگرچہ بعض علماء نے طنز و استہزاء کا معاملہ بھی کیا تاہم تمام مکاتب فکر کے چوٹی کے علماء نے میرے فکر کی بحیثیت مجموعی تائید کی۔ اس کے علاوہ پچیس حضرات نے علمی تحریروں سے بھی نوازا۔ مجھے اس سے خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ کہیں کہیں لفظی اصلاح بھی بعض علماء نے تجویز کی جس کا میں نے خیر مقدم کیا۔ اور میں ہمیشہ اس کے لئے ذہناً تیار رہتا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو واضح ہونے پر علی الاعلان اس کا اعتراف کروں اور اپنی اصلاح کر لوں۔ بہرکیف میں نے ۱۹۹۱ء کے سالانہ اجتماع میں "فرائض دینی کے جامع تصور" کے موضوع پر اپنے خیالات کو مرتب کر کے تین گھنٹے کے مفصل خطاب کی صورت میں ریکارڈ کرادیا ہے۔ اور اس طرح گویا آج کی تاریخ تک فرائض دینی کے بارے میں میرا جو بھی حاصل مطالعہ ہے اسے نہایت جامعیت کے ساتھ میں اپنی اس تقریر کے ذریعے سے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔

۲۔ اسلام کا نظام عدل اجتماعی اور اس کے نمایاں خدوخال

دوسرا اہم موضوع یا Theme جس کی تفصیلی وضاحت میں اپنے دروس و تقاریر کے ذریعے کرتا رہا ہوں' اس کا تعلق اسلام کے نظام عدل اجتماعی سے ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے جو زندگی کے تمام گوشوں میں ہمیں رہنمائی دیتا ہے اور پورے نظام زندگی پر اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ چنانچہ اقامت دین کا مطلب ہے پوری انسانی زندگی پر دین کا غلبہ —— انفرادی سطح پر بھی —— اور —— اجتماعی سطح پر بھی۔ دیکھنا یہ ہے کہ اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں یعنی سماجی و معاشرتی' معاشی و اقتصادی اور سیاسی و دستوری میدان میں اسلام کا وہ نظام عدل اجتماعی ہے کیا؟ اس کے خدوخال کیا ہیں؟ اس کے مابہ الامتیاز پہلو کون کون سے ہیں؟ ان تمام مسائل میں بہت سا ابہام موجود ہے' کیونکہ عرصہ دراز سے اسلام کا نظام عدل اجتماعی اپنی اصل صورت میں دنیا میں کہیں قائم نہیں رہا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حسین و جمیل چہرے پر داغ دھبے پڑ چکے ہیں۔ بیگانے تو کیا خود اپنے بھی اسے پہچان نہیں رہے۔ اس لئے کہ خلافت راشدہ کے بعد

عرصہ دراز تک اس پر ملوکیت کی چھاپ پڑی رہی۔ اس طرح اسلام کا اصل چہرہ تاریخ کے پردوں میں گم ہو کر رہ گیا۔ اس کے بعد سرمایہ داری اور جاگیرداری کی سیاہ رات اس پر چھا گئی۔ یوں پوری انسانی زندگی کو شامل دین رفتہ رفتہ محض ایک مذہب بن کر رہ گیا' اس نے ایک مکمل نظام زندگی کی شکل میں دور خلافت راشدہ کے بعد آج تک پھر کبھی دنیا کو اپنی شکل نہیں دکھائی۔ آج روئے زمین پر مسلمانوں کی متعدد حکومتیں اور بادشاہتیں ضرور موجود ہیں لیکن زمین پر کوئی ایک انچ زمین جگہ نہیں جہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی اپنی اصل شکل میں موجود ہو' حالانکہ صحیح اور سچا نظام یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بطور دین پسند کیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا۔

تاہم دوسری جانب صورت حال یہ ہے کہ نوع انسانی قافلہ اس دوران فکری طور پر کہیں ٹھہر نہیں گیا بلکہ مسلسل چودہ صدیوں سے اپنے انداز میں ارتقائی مراحل طے کرتا رہا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ ساتھ عمرانی ارتقاء کا عمل بھی جاری رہا ہے۔ ذرا غور کریں' سیاسی میدان میں نوع انسانی نے ارتقائی سفر طے کرتے ہوئے بادشاہت کے نظام کا خاتمہ کیا جس کی جڑیں نہایت گہری تھیں' اس کے بعد جمہوریت کا تجربہ کیا۔ اسی طرح اقتصادی میدان میں سرمایہ داری کے خلاف شدید رد عمل کا مظاہرہ کیا اور دوسری انتہا تک پہنچ کر کمیونزم کا تجربہ کیا' پھر ان دو انتہاؤں کے مابین Synthesis یا تالیف کا معاملہ ہوا جس کے نتیجے میں سکنڈے نیوین سوشلزم کا نظریہ سامنے آیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ جمہوریت' یہ سوشلزم اور یہ سکنڈے نیوین سوشلزم' آیا یہ کل کے کل کفر ہیں یا ان میں خیر کا کوئی پہلو بھی موجود ہے؟ "فرائض دینی کے جامع تصور" کی طرح یہ موضوع بھی میرے نزدیک نہایت اہم ہے۔ اس لئے کہ دین کو صحیح بنیادوں پر قائم کرنے کے ضمن میں جتنی اہمیت اس بات کی ہے کہ ہمارے اندر جذبہ ہو' ایثار ہو' قربانی ہو' تاکہ ہم محنت کریں' جدوجہد کریں اور تن' من' دھن سب کچھ لگا دینے کے لئے تیار ہوں' اتنی ہی اہمیت اس بات کی ہے کہ دین کے بارے میں ہمارا تصور واضح ہو اور معلوم ہو کہ یہ نظام کیا ہے؟ سیاسی سطح پر اس کے خدوخال کیا ہیں؟ معاشی سطح پر اس کے خدوخال کیا ہیں؟ وغیرہ

میں نے اس سے قبل بارہا اعلان واعتراف کیا ہے' آج پھر یہی بات دہراؤں گا کہ اس

ضمن میں مجھے سب سے زیادہ راہنمائی فکر اقبال سے ملی ہے۔ دور حاضر کی ذہنی اور فکری سطح کے اعتبار سے علامہ اقبال سے زیادہ کسی نے قرآن حکیم کو سمجھا۔ اس اعتبار سے ان کا مقام بہت عظیم ہے۔ ان کے مشاہدے 'مطالعے اور تجزیئے کا حاصل اشعار میں بڑی عمدگی سے سمویا گیا ہے :

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ ؐ اورا بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ؐ است

کہ نوع انسانی نے عمرانی ارتقاء کا جو طویل سفر طے کیا ہے اس سے اگر کوئی روشنی 'کوئی خیر' کوئی بھلائی تمہیں نظر آتی ہے تو یہ نورِ مصطفیٰ ﷺ سے مستعار ہے اور اگر کوئی کمی ہے تو اس کی تلافی کے لئے نوع انسانی چار و ناچار اسی نظام مصطفیٰ کی طرف کشاں کشاں کھنچی چلی جا رہی ہے۔ منزل تک پہنچنے سے پہلے ٹھوکریں کھائے گی 'افراط و تفریط کے دھکے کھائے گی لیکن بالآخر یہ قافلہ انسانیت وہیں پہنچ کر رہے گا۔

ٹھنڈے دل سے تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا جمہوریت یا سوشلزم کل کے کل کفر ہیں یا ان میں کسی پہلو سے اسلام کے ساتھ کوئی مطابقت موجود ہے؟ اور اگر ہے تو کتنی ہے کہ جسے ہم اپنا سکتے ہوں! معروف قول ہے "الحکمة ضالة المؤمن هو احق بها حيث وجدها" {۶} یعنی "حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے' جہاں سے بھی ملے وہ اس کا سب سے پہلے حقدار ہے"۔ ہم ان چیزوں کو پورے کا پورا رد کر دیں گے تو اپنا ہی نقصان کریں گے 'اس میں کسی اور کا نقصان نہیں ہے۔ البتہ جس جس پہلو سے اس میں کمی ہے اس کا واضح شعور ہونا چاہئے {۷} اور اس کا کھلے بندوں اظہار و اعتراف بھی ہونا چاہئے۔

گزشتہ تین سال سے ہمارے ہاں محاضرات قرآنی کا Main theme یہی موضوع یعنی "اسلام کا نظام عدل اجتماعی" یا "اسلام کا نظام حیات" رہا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں اس عنوان

کے تحت پہلے لاہور میں اور پھر کراچی میں ہم نے محاضرات منعقد کئے۔ اگلے سال پھر اسی موضوع کو ہم نے محاضرات قرآنی کا عنوان بنایا۔ اس اعتبار سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ "اسلام کا نظام عدل اجتماعی" یا "اسلام کا نظام حیات" وہ دوسرا اہم موضوع (Main theme) ہے جو اب تک میری ساری ذہنی و فکری جدوجہد کا محور رہا ہے اور بحمد اللہ اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو قوت بیان عطا فرمائی ہے اس کے استعمال کا دوسرا بڑا اور بنیادی نکتہ یہی عنوان رہا ہے۔

۳۔ منہج انقلاب اسلامی

تیسرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ یہ انقلاب برپا کیسے ہو؟ اس کا طریق کار (Method) کیا ہے؟ اس کے مراحل کون کون سے ہیں؟

منہج انقلاب اسلامی کو جاننے کا ہمارے پاس بنیادی طور پر ایک ہی ذریعہ (Source) ہے' اور وہ ہے اسوۂ محمدیؐ۔ چنانچہ اس پہلو سے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے کہ معلوم کیا جائے کہ انقلاب نبوی کا طریق کار کیا تھا؟ آپ ﷺ نے کن خطوط پر چل کر انقلاب برپا کیا؟ آپ کی جدوجہد کے مراحل کیا تھے؟ سیرت نبوی کی روشنی میں ہمارے لئے یہ معین کرنا آسان ہوگا کہ ہر ہر مرحلے کے اہم نکات کیا ہیں اور ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ پھر یہ کہ ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک بڑھنے میں کیا چیز شرط کا درجہ رکھتی ہے' کہ وہ شرط اگر پوری ہو تب آگے بڑھا جاسکتا ہے' اور اگر وہ شرط پوری نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اگلا قدم اٹھانا بے کار ہوگا اور محنت و صلاحیت ضائع جائے گی۔ اس ضمن میں' میں خاص طور پر جنرل ضیاء الحق مرحوم کا ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے سیرت کانفرنسوں کا جو سلسلہ شروع کیا اور ان میں چونکہ تقاریر کے لئے بالعموم مجھے مدعو کیا جاتا تھا' تو یہ موقعہ میرے لئے سیرت النبی ﷺ کے از سر نو بالاستیعاب مطالعے کے لئے ایک بڑا محرک اور بہت سے اعتبارات سے نہایت مفید ثابت ہوا۔ جب مجھے پے در پے عوام و خواص کے اجتماعات میں سیرت کے موضوع پر تقاریر کرنا پڑیں تو مجھے غور و فکر کے لئے ایک تحریک ملی اور مطالعہ سیرت کا ایک تازہ جذبہ بیدار ہوا' اس طرح سیرت نبویؐ کے مطالعے

سے مجھ پر واضح ہوا کہ صحیح معنوں میں "منہج انقلاب اسلامی" کیا ہے۔ اسی موضوع پر پھر میں نے گیارہ تقریریں مسجد دار السلام میں کیں اور موضوع کے تمام گوشوں کو بالکل واضح کر دیا ؐوالحمد للہ علی نعمتہٖ۔ میری یہ تقریریں کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ان تقاریر کو باقاعدہ ایک تصنیف کی شکل میں پیش کروں' اللہ کرے یہ مرحلہ جلد طے ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

بہرحال "منہج انقلاب اسلامی" کے موضوع پر میرا جو بھی حاصل مطالعہ ہے اسے بھی اس سال (یعنی اپریل ۱۹۹۱ء میں) میں نے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجلاس میں گیارہ تقاریر کی بجائے تین گھنٹے کی ایک تقریر میں سمو دیا ہے تاکہ عام لوگوں کو بات سمجھنے میں آسانی رہے۔

۴ ۔ حقیقت ایمان

اس سلسلے کا چوتھا بنیادی نکتہ جو میرے غور و فکر کا مرکز و محور اور دورس و تقاریر کا موضوع رہا وہ "حقیقت ایمان" ہے۔ اور انگریزی محاورہ "Last but not the least" کے مطابق اگرچہ ترتیب میں یہ آخری ہے لیکن کسی بھی اعتبار سے کمتر نہیں ہے' بس بیان میں چوتھے نمبر پر آ گیا ہے۔ اس کی اہمیت تو مجھ پر اول روز سے واضح ہے۔ جب میں نے اپنے طور پر دعوتی و تحریکی جدوجہد کا آغاز کیا تو "اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" کے عنوان سے ایک مضمون قلم بند کیا' جو جون ۱۹۶۷ء کے میثاق میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں "قرآن اکیڈمی" کا تصور موجود تھا۔ اس وقت تعلیم و تعلّمِ قرآن کو تحریک کی شکل میں برپا کرنے کا خاکہ ذہن میں آیا تھا۔ ۱۹۶۷ء سے آج ۱۹۹۱ء تک چوبیس برس بیت گئے ہیں' اور اللہ کا شکر ہے کہ اس پر عمل جاری ہے۔ بہرحال اس کتابچے کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ اگرچہ اس صدی کا یہ خاص معاملہ ہے کہ اس میں عالمی سطح پر احیائے اسلام کے لئے جدوجہد ہو رہی ہے' گزشتہ پچاس ساٹھ برس سے جماعت اسلامی' الاخوان المسلمون' مسجومی پارٹی' تبلیغی جماعت' عباد الرحمٰن گروپ اور سعید نورسی کی تحریک' سب ہی اپنے اپنے انداز میں اور اپنی فکر کے مطابق پوری محنت کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں' لیکن یہ سوال ذہنوں میں آتا ہے کہ یہ سب تحریکیں دنیوی نتائج کے اعتبار

سے ناکام کیوں نظر آتی ہیں؟ تاحال کہیں بھی اسلامی انقلاب بالفعل برپا نہیں ہو سکا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میری رائے میں ان تمام تحریکوں کے خلوص اور محنت کے باوجود ناکامی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ تحریکیں ایمان کو Taken for granted لے رہی ہیں، یعنی جب ہم مسلمان ہیں تو ایمان تو لازماً موجود ہے۔ جو زور ایمان کے حصول پر ہونا چاہئے تھا اس کی ان تحریکوں نے بالعموم ضرورت نہیں محسوس کی۔ حالانکہ یہی وہ چیز ہے جہاں پانی مر رہا ہے۔ جسے ہم ایمان سمجھ رہے ہیں وہ محض ایک موروثی عقیدہ ہے جس کا ہماری عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، لیکن حقیقی ایمان یعنی یقین قلبی اور Conviction کے درجے تک پہنچنے والا ایمان سرے سے مفقود ہے۔ ہم اپنی زندگیوں کو دیکھیں، اپنے معمولات پر تنقیدی نگاہ ڈالیں، اپنی اقدار کا تجزیہ کریں تو معلوم ہو گا کہ خالص مادہ پرستانہ نقطہ نظر ہمارے ذہن و قلب پر مسلط ہے۔ آخرت پر اگر فی الواقع ایمان موجود ہو تو انسان کی دنیاوی زندگی کچھ اور ہی قسم کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اگر ذہن و قلب میں راسخ ہو تو کچھ اور ہی طرح کا کردار وجود میں آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے حقیقی محبت اگر دل میں موجود ہو تو اس کا اظہار کسی اور طرح سے ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ کہاں ہے؟ معلوم ہوا کہ اصل کمی یہاں ہے، پانی یہاں مر رہا ہے!!

ان تحریکوں کی ناکامی میں کچھ حصہ عجلت پسندی اور جلد بازی کا بھی ہے کہ ایک معتدبہ افراد اور معاشرے کے ذہین عناصر کے ذہنوں کو بدلے بغیر قبل از وقت سیاسی میدان میں چھلانگ لگا دی گئی۔ مختلف تحریکوں نے اس نوع کی غلطیاں بھی کی ہیں، لیکن ان تمام غلطیوں میں سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ ایمان پر جو زور (Emphasis) ہونا چاہئے تھا، وہ نہیں ہے۔ ۱۹۶۷ء سے میری یہی رائے ہے اور میں ہمیشہ اپنی رائے کسی لومۃ لائم کی پروا کئے بغیر بیان کر دیا کرتا ہوں۔ میری ذہنی و فکری تگ و دو اور دعوتی و تحریکی جدوجہد کے اعتبار سے چوتھا موضوع یا Theme یہی "حقیقت ایمان" ہے، مگر اہمیت کے اعتبار سے یہ پہلے نمبر پر ہے۔ بسط و اختصار کے ساتھ میں نے حقیقتِ ایمان پر متعدد بار گفتگو کی ہے، لیکن ۱۹۸۷ء میں مسجد دارالسلام میں گیارہ خطبات جمعہ میں اس کا احاطہ کیا اور اس ضمن میں جو

اعتراضات' تجاویز اور اصلاحات سامنے آئیں ان پر غور و فکر کیا اور دلیل واضح ہونے پر بعض اصلاحات کو قبول بھی کیا۔ چنانچہ اس وقت میری یہ کوشش ہے کہ اپنی سوچ کو پانچ خطبات میں سمو کر پیش کر دوں۔ (جاری ہے)

مدیر "ندائے خلافت" اقتدار احمد مرحوم کی پہلی باقاعدہ تصنیف

ترکی کے ایک سفر کی تاثراتی روداد

جس میں وہ امیرِ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ہمرکاب تھے

زبانِ یارِ من ترکی ...

اسلوبِ نگارش کے اعتبار سے ایک منفرد سفرنامہ

جو قاری کو جابجا دعوتِ فکر بھی دیتا ہے اور اسلام کی عظمتِ پارینہ کے حوالے سے خون کے آنسو بھی رلاتا ہے۔

جس میں دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات کی صحیح صحیح منظر نگاری بھی ہے' اور زبان و ادب کی چاشنی بھی!

جس میں حقائق کی نہایت عمدہ لفظی تصویر کشی ہی پر اکتفا نہیں کی گئی' ترکی کے قابلِ دید مقامات کی دیدہ زیب رنگین تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں

جسے بجا طور پر حسنِ معنوی اور حسنِ ظاہری کا دلآویز مرقع قرار دیا جا سکتا ہے

عمدہ کمپیوٹر کتابت' نفیس طباعت' دبیز سفید کاغذ' خوشنما سرورق' مضبوط دیدہ زیب جلد

صفحات ۲۰۰' قیمت۔/۱۲۰ روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور